احادیث کے تعارض کو دور کرنے میں امام شافعی کا منہج واسلوب
(اختلاف الحدیث کی روشنی میں)

Strategy of Imam Shafi'ī to Resolve Contradiction of Ḥadīths (In the light of Ikhtelāf al Ḥadīth)

Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Prof., Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
mwarisali@lgu.edu.pk

Abstract:

Contradiction of Ḥadīths is an important science of *Ulum al Ḥadīth*. Al Shafi'i has addressed this issue in his book *Ikhtelaf al Ḥadīth*. The question arises how this issue has been resolved in this book and what are the parameters and principles of this science. This research article aims to discuss the matter of contradiction in the light of *Ikhtelaf al Ḥadīth* written by al Shafi'i. Descriptive and analytical method of research has been adopted to conduct the research. The examples have been extracted from the book of al Shafi'i and described, analyzed. It can be concluded that al-Shafi'i has compiled this book in the beginning of the Islamic history. This book provides enough knowledge about the issue of contradiction in Ḥadīth. Sometimes, the writer has clarified that the there is no contradiction among the prophetic Ḥadīths and the other Ḥadīth is only clarification of the first one.

Keywords: Ḥadīth, Contradiction, al-Shafi'i, Ikhtelaf al Ḥadīth.

امام شافعی کا نام محمد اور والد کا نام ادریس تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو شافعی کہنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کے آباء واجداد میں سے ایک بزرگ کا نام شافع بن سائب رحمۃ اللہ علیہ ہے ان کی نسبت سے انہیں شافعی کہا جاتا ہے۔([1]) حضرت شافع بن سائب کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات اور صحبت کا شرف

---

[1]۔ اسماعیل بن عمر ابن کثیر، "البداية والنهاية"، مکتبۃ المعارف، بیروت، طبعہ ثامنہ، ۱۹۹۰ء، ۱۰ / ۲۵۱

Islamail bin Umar Ibn e Kathīr, Al Bidaya wa Nihaya, (Maktabat al Ma'āraf, Beruite, taba 6' 1990) 1/251

؛ احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی، "الاصابة فی تمییز الصحابة"، المکتبۃ العصریہ، بیروت، طبعہ اولی ۱۴۳۳ھ، ص ۶۴۴

ملا۔ لہٰذا اسی نام کی مناسبت سے امام شافعی کالقب معروف ہوا ان کی فقہ کو فقہ شافعی کہا جاتا ہے اوران کے پیروکار بھی شافعی یاشوافع کہلاتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ کو فلسطین کے شہر غزہ میں پیدا ہوئے جیسا کہ خود امام شافعی فرماتے ہیں "میری ولادت ۱۵۰ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں ہوئی" ([2]) ایک قول کے مطابق آپ عسقلان میں پیدا ہوئے یہ بھی امام شافعی کا اپنا قول ہے "میں عسقلان میں پیدا ہوا اور دو سال کا ہوا تو میری والدہ مجھے لے آئیں"([3]) ان دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ غزہ کا شہر عسقلان کے قرب وجوار میں واقع ہے اس لئے مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی بات ہے۔

"اختلاف الحدیث" کا تعارف

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے اہم تصنیف "اختلاف الحدیث" بھی ہے اختلاف الحدیث، علم مختلف الحدیث پر سب سے پہلی باقاعدہ تصنیف کا سہرہ امام شافعی کے سر ہے لہٰذا امام شافعی اس فن میں سبقت رکھتے ہیں، اس بات کی تائید بعض اہل علم کی عبارات سے بھی ہوتی ہے، مثلاً امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ۔ "مجمل ومفسر، ناسخ ومنسوخ، متناقض ومتعارض کی اصطلاحات سے اورانہیں حل کرنے کے بارے ہم بالکل ناآشنا تھے، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا نتیجہ ہے کہ آج ہمیں ان چیزوں سے آگاہی ہے اور سارے اصول وقواعد انہوں نے اپنی کتاب اختلاف الحدیث میں اکٹھے کر دیئے ہیں۔"([4])

Aḥmad bin Ali bin Muḥammad ibn e Ḥajar Asqlānī, al Aṣaba fi Tamyīz as ṣaḥaba, (al Maktaba al Aṣria, Beruite, taba awwal,1433), p. 644

[2]۔عبدالحی بن احمد بن محمد ابن العماد الحنبلی ،شذرات الذهب فی اخبار من ذهب،ذکر تحت سنہ ہجریۃ ۲۰۴ھ، دار ابن کثیر، دمشق، ۱۴۰۶ھ، ۳/ ۲۰

Abdul Hayi bin Aḥmad bin Muḥammad ibn e Ammād Hamnbalī, Shazrāt al Zahab fi Akhbār min Zahab, (Dār e ibn e Kathīr, 1406) Under mention year of ḥijrī 204, 3/20.

[3]۔احمد بن علی خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد، تحقیق بشار عواد، دارالغرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ۲/ ۶۰

Aḥmad bin Ali Khateeb Baghdādī, Tareekh e Baghdād, Taḥqīq Bishar Awād, (Dār al Gharb al Islami, Beruite,1422), 2/60

؛ابن العماد الحنبلی، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب،ذکر تحت سنہ ہجریۃ ۲۰۴ھ، ۳/ ۲۱

Ibn e Ammād Hamnbalī, Shazrāt al Zahab fī Akhbār min Zahab, 3/21

[4]۔ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۷/ ۲۴۱

Ibn e Khalkan, Wafiyyāt al Ayān, 7/241

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ ان فنون کی بنیادیں رکھیں اور انہیں فن کی حیثیت سے متعارف کروایا، اس لیے ابن الصلاح رحمہ اللہ امام شافعی کی مہارت فی الفنون کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں" اختلاف الحدیث پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً فنون کے ماہر ہیں۔"([5])

امام شافعی کی تصنیف اختلاف الحدیث کے اولین مصدر ہونے کے حوالے سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" اختلاف الحدیث ایک مستقل کتاب ہے اس فن پر اس طرح کی کوئی اور کتاب نہیں ہے بلکہ بعد میں اس فن پر لکھنے والوں نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے"([6])

اس سے معلوم ہوا کہ یہ اولین مصدر ہے کیونکہ باقی سب لوگوں نے اسے اپنا مآخذ بنایا ہے اور اس سے رہنمائی حاصل کی ہے، اس کتاب کی اہمیت کے حوالے سے امام بیہقی نے اپنی کتاب میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ" امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف الحدیث لکھ کر نہ صرف حدیث رسول ﷺ کی خدمت کی ہے بلکہ امتِ محمدیہ ﷺ پر احسان عظیم کیا ہے([7])"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "اختلاف الحدیث" مختلف الحدیث کے فن پر سب سے پہلی اور بنیادی کتاب ہے جو ۷۹ ابواب پر مشتمل ہے، جو باہم مخالف و متضاد روایات کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مشہور فقہی ترتیب کے مطابق مرتب نہیں کیا بلکہ کسی بھی موضوع پر باب باندھ کر احادیث کا ذکر کر کے ان میں موجود اختلاف و تعارض ختم کرنے کی کوشش کی ہے اس حوالے سے انہوں نے جو انداز اختیار کیا ہے اسے درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جا سکتا ہے

ترتیب کتاب

امام شافعی رحمہ اللہ چونکہ اولین دور سے تعلق رکھتے ہیں اور اس دور میں علوم و فنون اپنی ابتدائی شکل میں تھے بتدریج ان میں ترقی ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے اپنی اس کتاب کی ترتیب فقہی ترتیب کے مطابق نہیں رکھی

---

[5]۔احمد بن حسین بیہقی،مناقب الشافعی،۱/۸۴

Aḥmad bin Hussain Behquī, Maunaqab al Shāfi'ī, 1/84

[6]۔یحی بن شرف نووی،التقریب ،دار الکتب العربی،بیروت،ت ن،۲/۱۹۲

Yaḥya bin Sharf Nawawī, al Taqrīb, (Dār al Kutub al Arabī, No Year) 2/192

[7]۔احمد بن حسین بیہقی،مناقب الشافعی،۱/۸۴

Aḥmad bin Husain Baihquī, Manāqab al Shāfi'ī, 1/84

جیسا کہ دیگر کتب ہمیں نظر آتی ہیں بلکہ الگ ترتیب اختیار کی ہے اور مسائل کو بیان کر دیا ہے جن میں اختلافی روایات موجود تھیں اس کا سبب شائد یہ ہو کہ ان کے پیش نظر اختلافی روایات کو حل کرنا تھا نہ کہ فقہ کی ترتیب کا لحاظ کرنا۔

آیات واحادیث بطور شواہد

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی باب باندھتے ہیں تو اس سے متعلقہ حدیث پاک ذکر کرتے ہیں پھر اس کے موافق اگر کوئی آیت ہو تو اسے ذکر کرتے ہیں جیسا کہ نکاح متعہ کے بیان میں انہوں نے آیات کے ذریعے اپنے مؤقف کی تائید کی ہے اور مخالف نقطہ نظر کا رد کیا ہے([8]) اگر آیت نہ ملے تو دیگر احادیث جو اس کی شواھد ہوں ان کو بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات روایات کے اختلاف کو اس اصول تحت ختم کرتے ہیں کہ یہ روایت چونکہ آیت قرآنی سے موافقت رکھتی ہے اس لئے یہ قابل ترجیح ہے جیسا کہ تیمم کے بارے مختلف روایات میں سے ابن صمہ سے مروی روایت کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ قرآن کی آیت سے مطابقت رکھتی ہے ([9])

اسی طرح جب کوئی اعتراض ہو رہا ہو تو اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے بھی آیات کا ذکر کرتے ہیں مثلا متعہ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ متعہ سے منع کرنا اگر ناسخ اور منسوخ پر دلالت نہ کرے تو اس میں رخصت پر عمل بہتر ہے یا اس سے منع ہونا بہتر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں کہ اس سے منع ہونا بہتر ہے واللہ اعلم اولی، تو معترض کا کہنا ہے کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ {وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ}([10]) امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نکاح یا ملکِ یمین کے بغیر حرام قرار دیا ہے اور منکوحات کے حوالے سے فرمایا {إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ} ([11]) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان کو حرام ہونے کے بعد نکاح کے ذریعے حلال کیا اور

---

[8] ۔شافعی، "اختلاف الحدیث" ، باب نکاح المتعة، ص۱۵۶

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb Nikaḥ al Mutate, P. 156

[9] ۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص۶۵

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb al tayamum, P. 156

[10] ۔المومنون ۲۳ :۵،۶

Al Qura'n, 23:5,6

[11] ۔الاحزاب ۳۳ : ۴۹

Al Qura'n, 33:49

پھر طلاق کے بغیر حرام نہیں کیا اور طلاق کے حوالے سے فرمایا: {الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ}([12]) گویا اس سے پتا چلا کہ جب نکاح کے بعد طلاق کے ذریعے ہی عورت حرام ہو گی تو نکاح متعہ کا جواز اس آیت قرآنی سے بھی ختم ہو گیا کیونکہ نکاح متعہ تو طلاق کے بغیر ہی مدت کے پورا ہونے کے ساتھ ختم ہو جاتا تھا لہذا نکاح متعہ کا منسوخ ہونا قرآن اور حدیث دونوں سے ثابت ہے([13])

اس بحث سے بآسانی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسائل کی وضاحت میں اسلوب کیا ہے کہ روایات پر فنی حیثیت سے بحث کرنے کے بعد اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں اور جوابات کی وضاحت قرآنی آیات کے حوالے سے مستند طریقے سے کرتے ہیں آیات قرآنیہ سے بھی استنباط کرتے ہیں اور قرآنی آیات کے ذریعے نکاح متعہ کے منسوخ ہونے کا مدلل انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اگر بیان کردہ حدیث پاک یا آیت قرآنی میں کوئی اشکال ہو یا اس کے معانی میں کوئی پیچیدگی پیدا ہو رہی ہو تو اسے واضح کرتے ہیں۔

فرق مختلفہ کا رد

اگر مسئلہ زیر بحث میں فرق مختلفہ کا اختلاف پر مبنی نقطہ نظر ہو تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں اور ان کے ممکنہ اعتراضات کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اعتراضات کا جواب دینے کے لئے فان قیل کے ذریعے اس سوال کا بیان کرتے ہیں اور پھر اس کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ جیسا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کے حوالے سے بحث کرتی ہوئے انہوں نے انداز اختیار کیا ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ فان قیل سے ایک اعتراض اور اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کوئی بات سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حکم لگایا ہو کہ تین کو تین ہی شمار کیا جائے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نکاح متعہ اور ایک دینار کی دو دینار کے ساتھ بیع کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں تو ایسا ممکن نہیں کہ رسول پاک ﷺ سے کوئی چیز مروی ہو تو اس کے خلاف حضرت ابن عباس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موافقت

---

[12]۔البقرۃ۲ : ۲۲۹

Al Qura'n, 2:229

[13]۔شافعی،"اختلاف الحدیث" ، باب نکاح المتعة،ص۱۵۷

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, bāb Nikaḥ al Mutate, P. 157

کریں۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے وہ مروی بات بیان کیوں نہ کی؟ تو امام شافعی فرماتے ہیں بعض اوقات کسی چیز کے بارے کوئی سوال پوچھا جاتا ہے تو مسئول صرف اس کا جواب دے دیتا ہے تفصیل نہیں۔ بتاتا مثال کے طور پر اگر یہ سوال کیا جائے؟ کیا عہد رسالت مآب ﷺ میں لوگوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی؟ تو اس کا یہ جواب درست ہو گا کہ "جی ہاں" اگرچہ ساتھ یہ نہ بھی کہا جائے کہ پھر قبلہ تبدیل ہو گیا تھا۔

مسئلہ زیرِ بحث میں فریقین کا موقف بیان کرنے اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنا نقطہ نظر بھی بیان کرتے ہیں اور جب مسئلہ زیر بحث میں کہیں قیاس اور ضعیف حدیث کا ٹکراؤ ہو جائے تو ضعیف حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام صاحب اپنی اس کتاب میں احادیث کا مکمل اسانید کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور احادیث کی فنی حیثیت بھی بیان کرتے ہیں۔

آسان اور بلیغ عبارت

انداز بیان بہت آسان اور بلیغ ہے اور ٹھوس دلائل سے مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ پہلے ایک روایت بیان کرتے ہیں پھر اس کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں اور اس سے ثابت ہونے والی بات کو واضح کرتے ہیں اور اس کے مخالف نقطہ نظر والی احادیث کو بیان کرتے ہیں اور اس پر کو آسان انداز سے پہلی کے موافق یا متضاد ہونے کے بارے میں بحث کرتے ہیں اور ناسخ اور منسوخ یا ترجیح کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔

اختلافی روایات کا ذخیرہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں مختلف احادیث و روایات کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔ جس سے اختلافی روایات کے بارے میں مطالعہ کرنا آسان ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے اہل علم نے اس کتاب کو اپنا مصدر بنایا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ۵۹ احادیث ایسی بیان کی ہیں جو اختلاف الحدیث کے عنوان پر مبنی ہیں اور ان کی وضاحت اور تائید میں ۲۵۳ احادیث و آثار بیان کئے ہیں۔ ان کے اس اسلوب پر تفصیلی ابحاث آئندہ ابواب میں پیش کی جائیں گی۔ یہاں صرف چند امثلہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تعارض احادیث دور کرنے کا طریقہ

امام شافعی رحمہ اللہ متعارض احادیث کو اپنی اس کتاب میں اس طرح حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سب سے پہلے تو وہ ان احادیث کو ایک دوسرے کی وضاحت پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں تعارض نہیں ہے یہ جو اختلاف نظر آرہا ہے یہ من جہۃ المباح ہے کہ یہ دونوں صورتین جائز اور درست ہیں ان دونوں کو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد کچھ روایات کو وہ ناسخ اور منسوخ کے زمرے میں شمار کرتے ہوئے ان میں سے بعد میں پیش آنے والی روایت کو ناسخ شمار کرتے ہیں اور پہلی روایت کو منسوخ اس طرح ان کا اختلاف اور تعارض دور کر دیتے ہیں۔ اور پھر نسخ کی کوئی دلیل نہ پانے پر ترجیح کے ذریعے اختلاف کو دور کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دو مختلف روایات کو جمع کرنا

دو مختلف روایات کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے امام شافعی دیکھتے ہیں کہ ان میں جمع ہونے کا اگر امکان ہے تو انہیں جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دونوں پر عمل ہو سکے اور اس اصول کو استعمال میں لاتے ہیں کہ دو نصوص کو ساقط کرنے کی بجائے ان دونوں پر عمل کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ قیدیوں کے قتل کرنے اور فدیہ لے کر ان کو چھوڑنے کے حوالے سے مختلف روایات کو جمع کرتے ہیں([14])الاختلاف من جہۃ المباح کے عنوان سے ایک باب کے تحت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وضوء میں اعضاء وضوء کے دھونے کے حوالے سے احادیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضا وجھہ ویدیہ ومسح براسہ مرۃ مرۃ([15])"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک بار اپنا چہرہ، اور ہاتھ وضو فرماتے ہوئے دھوئے اور اپنے سر کا مسح فرمایا" اس کے بعد اس سے متعارض حدیث کا ذکر کیا جس سے وضوء کے دوران اعضاء وضوء کو تین تین بار دھونے کا

---

[14]۔شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب قتل الاساری والمفاداۃ بھم والمن علیھم، ص۵۸

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb Qat al usārā wa almafādāt behim wa-al-manne alaihim, P. 58

[15]۔شافعی، محمد بن ادریس، "اختلاف الحدیث"، تحقیق رفعت فوزی عبد المطلب، دار الوفاء، بیروت، ۲۰۰۱ء، ص۶۷

Muhammad bin Idrees al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Taḥqīq Riffat Fouzī abdul Muttalib, (Dār al Wafā Beruite 2001, p .67

بیان ہے۔ان النبی ﷺ توضاء ثلاثاً ثلاثاً ([16]) یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین تین بار اعضاء دھو کر وضو فرمایا۔

اس کے بعد ایسی روایات بھی ذکر کرتے ہیں جن میں اعضاء وضوء کو دو دو مرتبہ دھونے کا ذکر ہے۔ پھر اس پر تبصرہ کرتے ہیں اور ان میں موجود بظاہر اختلاف کو ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ولا یقال لشیٔ من هذه الاحادیث مختلف مطلقاً ولکن الفعل فیها مختلف من وجه انه مباح ولکن یقال اقل ما یجزی من الوضوء مرة واکمل مایکون من الوضوء ثلاث ([17])"ان احادیث کے بارے میں مطلقا اختلاف کا قول نہیں کیا جائے گا بلکہ ان میں سے مختلف عمل کے مباح ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وضوء میں سب سے کم مرتبہ (ایک دفعہ دھونا) کفایت کر جائے گا اور تین تین مرتبہ دھونے سے وضوء کامل ہو گا"۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان مذکورہ روایات میں جمع بین الحدیثین کے ذریعے اختلاف کو دور فرماتے ہیں اور اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ وضوء میں سب سے کم مرتبہ اعضاء وضوء کو دھونا بھی کفایت کرے گا۔ البتہ کامل وضوء اس وقت متصور ہو گا جب تین تین مرتبہ دھویا جائے گا۔

نسخ کا استعمال

اگر دو متعارض روایات میں جمع کا امکان نہ ہو تو ان میں ناسخ اور منسوخ کی تعیین کرتے ہیں اور ناسخ کو اختیار کرتے ہیں اور منسوخ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ باب فی الصائم یحتجم کے عنوان سے ایک باب کے تحت امام شافعی رحمہ اللہ احادیث بیان کرتے ہیں اور ان پر بحث و نظر کرتے ہوئے اپنا مؤقف بیان کرتے ہیں، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ([18]) کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا أَفْطَرَ الحَاجِمُ والمَحْجُومُ ([19])

---

[16]۔شافعی،"اختلاف الحدیث"،ص ۴۲

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, P. 42

[17]۔شافعی،"اختلاف الحدیث"،ص ۶۸

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, P. 68

[18]۔ان کا نام شداد بن اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام، ابو یَعْلَی، اَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الاَنْصَارِی، النَّجَّارِی، الخَزْرَجِی ہے اور یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ان کے صاحبزادے یعلی کے علاوہ ابو ادریس خولانی ابو اسماء رحبی،ابو الاشعث الصنعانی،عبد الرحمان بن غنم،جبیر بن نفیر،کثیر بن مرۃ اور بشیر بن کعب نے بھی روایات بیان کی ہیں(طبقات ابن سعد "۷/

"پچھنے لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔"اس حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پچھنے لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔([20])

اس کے مقابلے میں بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حالت صوم میں پچھنے لگوائے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے فرامین بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پچھنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایاثَلَاثٌ لاَ يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الحِجَامَةُ، وَالقَيْءُ، وَالاِحْتِلاَمُ"([21]) تین چیزیں روزے دار کا روزہ نہیں توڑتی، پچھنے لگوانا، قے اور احتلام۔"اس کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ. ([22])بے شک نبی پاک ﷺ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان روزے اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

امام شافعی کا تبصرہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مذکورہ فرمان ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا نبی پاس ﷺ سے سماع فتح مکہ کے سال میں ہوا اور اس وقت رسول اللہ

۴۰۱"،التاريخ الكبير " ترجمة ۴/۲۹۵۱" الجرح والتعديل " ترجمة ۴/ ۱۴۳۴"،أسدالغابة "۲/ ۳۸۷"،الإصابة " ترجمة ۲/ ۲۸۴۷")

[19]۔امام شافعی رحمہ اللہ اپنی سند سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا أَفْطَرَ الحَاجِمُ والمحجوم

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, P. 68

[20]۔احمد بن محمد الخطابی ،"معالم السنن"،کتاب الصیام،ومن باب الصائم یحتجم، الحازمی،الاعتبار،۱/ ۵۱۱)

Aḥmad bin Muhammad al Khatābī, Ma'alim as-sunan, Kitāb as-siyām, bāb as-sāim Yahtajmo,1/511

[21]۔ترمذی،"الجامع"،ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَيْءُ

Muhammad bin Eisa Tirmazī, al-Jame, Abwāb ás-souṁ, bāb Ma ja'a fī sa-ṣāim yazraohu al qaiy

[22]۔بخاری،"الجامع الصحیح"،کتاب الصوم،باب الحِجَامَةِ وَالقَيْءِ لِلصَّائِمِ

Muhammad bin Ismail Bukhārī, al Jame ás ṣaḥīḥ, Kítāb as ṣaom, Bāb al Ḥijāma wal Qaiy lis-ṣaim

ﷺ حالت احرام میں نہ تھے حج بیت اللہ سے قبل وہ حالت احرام میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ نہیں ہو سکتے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نبی پاک ﷺ کے پچھنے لگوانے کا ذکر اسی ہجری میں حج بیت اللہ کے سال میں ہے۔ اور " أفْطَرَ الحَاجِمُ والمحْجُوم " کا حکم فتح مکہ آٹھ ہجری کا ہے جو حج بیت اللہ سے دو سال قبل ہوا، امام شافعی فرماتے ہیں۔ فَإِنْ كَانَا ثَابِتَيْنِ فَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ نَاسِخٌ، وَحَدِيثُ إِفْطَارِ الْحَاجِمِ وَالْمَحْجُومِ مَنْسُوخٌ[23] "اگر یہ دونوں احادیث ثابت شدہ ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ناسخ اور أفْطَرَالحَاجِمُ و المَحْجُوم منسوخ ہے۔"

گویا امام شافعی رحمہ اللہ دلائل کے ساتھ روایات کے ناسخ اور منسوخ ہونے کو بیان فرماتے ہیں

ترجیح دینا

اگر مذکورہ دونوں صورتیں ثابت نہ ہوں تو ترجیح کے اصولوں کی طرف رجوع کر کے ان میں سے راجح روایت کو لیتے ہیں اور مرجوح کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اپنے باپ سے روایت کردہ حدیث کو دلیل بناتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھ بھی اٹھانے چاہیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کی مخالف احادیث کو ترک کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ رفع یدین والی روایات سند کے اعتبار سے زیادہ مستند ہیں اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور زیادہ تعداد حدیث کو زیادہ اچھی طرح محفوظ رکھ سکتی ہے کم تعداد کی نسبت۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث جن میں رفع یدین کی نفی ہوتی ہے کے مقابلے میں رفع یدین کے ثبوت والی روایات کو قابل حجت اور مستند مانتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ رفع یدین کے ثبوت والی روایات کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایات پر ترجیح دیتے ہیں اور اس باب میں نسخ کے قائل نہیں ہیں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حق شفعہ کے بارے میں دو روایات بیان کرتے ہیں جن میں اس چیز کا بیان ہے کہ شفعہ اس چیز میں کیا جا سکتا ہے جو قابل تقسیم نہ ہو اگر وہ قابل تقسیم ہے تو اس میں شفعہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر بطور

---

[23]۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب الحجامة للصائم، ص ۱۴۴

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb al Ḥijāma lis-ṣaiym P. 144

دلیل حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمان رضی اللہ عنہ کی روایت کو پیش کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الشُّفْعَةُ فيما لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ[24] جن چیزوں کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے ان میں شفعہ ہو سکتا ہے پس جب حدود واقع ہو جائیں تو ان میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد ایک اور روایت اسی معنی میں بیان کر کے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف موقف پر مشتمل احادیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو رافع سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْجَارُ أَحَقُّ بسقَبه "[25] پڑوسی اپنی قرابت کی وجہ سے زیادہ حق دار ہوتا ہے۔"اس روایت کے ساتھ مزید یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت ابو رافع کا ایک کمرہ کسی آدمی کے گھر کے اندر تھا تو ان کو چار سو روپے پیش کئے گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کے آٹھ سو ملتے ہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ الْجَارُ أَحَقُّ بسقَبه۔ہمسایہ اپنی قرابت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے

پھر امام شافعی اس پر مفصل بحث کرتے ہوئے دلائل دیتے ہیں کہ صرف ایسی چیز پر ہی شفعہ ہو سکتا ہے جس کو تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو اور اگر حد بندی ہو سکتی ہے تو پھر اس میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔ پھر اپنی مؤئید روایات کو ان الفاظ کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں فَكَانَ أَوْلَى الْأَحَاديث أَنْ يؤْخَذ به عنْدَنَا وَاللَّهُ أَعْلَم لأَنَّه أَثْبتهَا إِسْنَادًا، وَأَبْينهَا لَفْظًا عَنِ النَّبِيِّ، وَأَعْرفهَا فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمُقَاسَمِ وَغَيْرِ الْمُقَاسَمِ[26] "تو ہمارے نزدیک ان احادیث سے استنباط کرنا زیادہ بہتر ہے واللہ اعلم کیونکہ یہ سند کے اعتبار سے مستند ہیں نبی ﷺ کے الفاظ کو واضح کرنے اور قابل تقسیم اور نا قابل تقسیم کے فرق کو بیان کرنے والی ہیں۔"

گویا امام شافعی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں اپنی تائید میں مروی روایات کو مخالف نقطہ نظر کی توثیق کرنے والی روایات پر ترجیح دیتے ہیں اور وجہ ترجیح روایات کا سنداً اور معناً زیادہ مستند اور واضح ہونا ہے۔

---

[24]۔شافعی،"اختلاف الحدیث"،باب الشفعہ،ص۱۵۹

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb as shufah, P. 159

[25]۔شافعی،"اختلاف الحدیث"،باب الشفعہ،ص۱۵۹

Al Shāfi'ī, Ikhtelāf al Ḥadīth, Bāb as shufah, P. 159

[26]۔ایضا

Ibid

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حق شفعہ کے بارے میں دو روایات بیان کرتے ہیں جن میں اس چیز کا بیان ہے کہ شفعہ اس چیز میں کیا جاسکتا ہے جو قابل تقسیم نہ ہو اگر وہ قابل تقسیم ہے تو اس میں شفعہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر بطور دلیل حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمان رضی اللہ عنہ کی روایت کو پیش کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الشُّفْعَةُ فيما لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ جن چیزوں کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہے ان میں شفعہ ہو سکتا ہے پس جب حدود واقع ہو جائیں تو ان میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد ایک اور روایت اسی معنی میں بیان کر کے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف موقف پر مشتمل احادیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو رافع سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْجَارُ أَحَقُّ بسقَبه " پڑوسی اپنی قرابت کی وجہ سے زیادہ حق دار ہوتا ہے۔" اس روایت کے ساتھ مزید یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت ابو رافع کا ایک کمرہ کسی آدمی کے گھر کے اندر تھا تو ان کو چار سو روپے پیش کئے گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کے آٹھ سو ملتے ہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِه۔ہمسایہ اپنی قرابت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے

پھر امام شافعی اس پر مفصل بحث کرتے ہوئے دلائل دیتے ہیں کہ صرف ایسی چیز پر ہی شفعہ ہو سکتا ہے جس کو تقسیم نہ کیا جاسکتا ہو اور اگر حد بندی ہو سکتی ہے تو پھر اس میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔ پھر اپنی مؤئید روایات کو ان الفاظ کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں فَكَانَ أَوْلَى الْأَحَادِيث أَنْ يُؤْخَذَ به عِنْدَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ لِأَنَّهُ أَثْبَتُهَا إِسْنَادًا، وَأَبْيَنُهَا لَفْظًا عَنِ النَّبِيِّ، وَأَعْرَفُهَا فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمُقَاسَمِ وَغَيْرِ الْمُقَاسَمِ "تو ہمارے نزدیک ان احادیث سے استنباط کرنا زیادہ بہتر ہے واللہ اعلم کیونکہ یہ سند کے اعتبار سے مستند ہیں نبی ﷺ کے الفاظ کو واضح کرنے اور قابل تقسیم اور نا قابل تقسیم کے فرق کو بیان کرنے والی ہیں۔"

گویا امام شافعی رحمہ اللہ اس مسئلہ میں اپنی تائید میں مروی روایات کو مخالف نقطہ نظر کی توثیق کرنے والی روایات پر ترجیح دیتے ہیں اور وجہ ترجیح روایات کا سنداً اور معناً زیادہ مستند اور واضح ہونا ہے۔

نتائج بحث

اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ امام شافعی کی اختلاف الحدیث اپنی نوعیت کے اعتبار سے اختلافی روایات کو جمع کرنے کے حوالے سے منفرد کتاب ہے جو ابتدائی کتاب اور مصدر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ نے بہت عمدگی سے متعارض روایات کو بیان کیا ہے اور ان کے تعارض کو دور کرنے کی سعی فرمائی

ہے۔کتاب کا انداز نہایت عمدہ اور سادہ ہے زبان بھی بہت عام فہم ہے اور مسئلہ کی وضاحت بعض اوقات قرآنی آیات کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور مسئلہ زیر بحث سے ملتی جلتی دیگر روایات کو بھی بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے۔اس کتاب میں امام شافعی اختلافی روایات کو مختلف احوال پر محمول کر کے جمع کرتے ہوئے بھی دکھائی دیتے ہیں اور نسخ کی بحث کرتے ہوئے بھی ان کے دلائل بھی بہت وقیع انداز سے نظر آتے ہیں۔ کبھی کبھی تعارض کو دور کرنے کے لئے ترجیح بھی دیتے ہیں اور راجح روایت کو دلائل سے واضح کرتے ہیں کہ اس کی وجہ ترجیح یہ ہے۔